سلیم التواریخ

یعنی

تاریخ قوم آرائیں

مولوی محمد اکبر علی صوفی محقق جالندھری

منتخب حصہ از سوانح مولانا عبد القادر لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(صفحہ ۴۷۰ تا صفحہ ۴۸۱)

انتخاب

مشہود مفتی

عربی ہوئے۔ جنکا انتقال سنت ۱۹۰۷ بتقریباً ماہ کتک۔ ۲ تاریخ بروز ہفتہ بوقت عصر
درمیان عصر و مغرب موضع بوٹ میں ہوا۔ اور وہیں والد کے شرقی پہلو میں دفن ہوئے
جنازے کے ساتھ ہر قسم کے لوگ ہزار در ہزار تھے۔ آپ بڑے چیدہ عالم تھے۔ اگرچہ
آپکے والد مولوی محمد عظیم حنفی المذہب تھے۔ مگر آپ اپنے اُستاد خلیفہ ابراہیم کے مذہب پر
اہلحدیث تھے اور آپ کے خلف الرشید مولوی محمد عبدالمجید صاحب مڈل سکول بٹالہ
کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اور عربی فارسی۔ انگریزی کے اچھے عالم ہیں۔ دینیات میں
اچھی دسترس ہے۔

مختصر حالات مولوی امام الدین صاحب شیرپوری

آپ کے والد کا نام حاکم تھا۔ اصلی سکونت بہاری پور ضلع امرتسر تھی۔ اپنے
والد کے ساتھ موضع بوٹ آ گئے۔ اور وہیں رہے۔ آپ اور آپ کے برادر مولوی ابراہیم
جو بعد میں خلیفہ ابراہیم مشہور ہوئے بوٹ سے دہلی چلے گئے۔ اور وہیں کسی مولوی
اہلحدیث سے تعلیم پائی۔ فراغت تعلیم کے بعد آپ واپس موضع بوٹ آئے اور پھر
وہاں سے شیرپور تشریف لے گئے اور وہیں رہے۔ اور وہیں وفات پائی۔ آپ بڑے
خوبصورت تھے اور بڑے جید عالم تھے۔ علم حدیث علاقہ شیرپور میں انکی بدولت
پھیلا۔ طبابت بھی کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی
محمد عبداللہ صاحب جو آپ ہی کے شاگرد تھے طبابت کرنے لگے اور بڑے کامیاب
رہے۔ اور وہیں وفات پائی۔ آپ کے اس وقت تین بیٹے حیات ہیں۔ حکیم محمد صاحب
میاں احمد سارجنٹ درجہ اول۔ اور مولوی عبدالمجید ساکن تلونڈی خیرآباد۔

جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحب وانگوئی۔ جالندھر

جن ایام میں شاہ ولی اللہ صاحب اور اُن کے خاندان کے بے شمار فیض سے
باشندگان دہلی مالامال ہو رہے تھے اُن ایام میں مولوی عبداللہ صاحب وانگوئی علاقہ

جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحبؒ وانگوئی۔ جالندھر

جن ایام میں شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے خاندان کے بے شمار فیض سے باشندگانِ دہلی مالامال ہو رہے تھے، ان ایام میں مولوی عبداللہ صاحب وانگوئی علاقہ

سلیم التواریخ ۱۷۴ باب ۱۵

جالندہر میں بڑے زبردست عالم اور مشہور ولی تھے۔ صدہا اُن سے فیض پاکر علم ظاہر اور باطن کے پیشوا ہو گئے۔ چھوٹی عمر میں قرآن شریف اڑہائی ماہ میں حفظ کر لیا تھا قصیدہ بردہ عربی جسکے اشعار دو سو سے زیادہ ہیں دو دفعہ سننے سے تیسری دفعہ یاد سنادیا۔ بیان کرتے ہیں کہ آپکا جسم مبارک لحد سے چالیس دن کے بعد زندوں کی طرح صحیح و سلامت برآمد ہوا۔ ناخون اور بال بدستور تھے۔ آپ نے علم ظاہری مولوی جان محمد صاحب جالندہری سے حاصل کیا۔ اور فیض باطنی میں آپ نے حاجی لطف اللہ صاحب سے جو مرزا جان جاناں صاحب کے مرید تھے بیعت کرکے کمال حاصل کیا۔ آپ کی صاحبزادی سے حکیم حافظ عبدالوارث صاحب سکنہ موضع نوکھروال ضلع جالندہر کا نکاح ہوا۔ اُن سے دو فرزند ہوئے۔ ایک میاں غلام نبی صاحب دوسرے مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مورث خاندان مولویان لدھیانہ

حالات مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانہ

طالب علمی کے زمانہ میں ایک دفعہ مولوی عبدالقادر صاحب جیپور سے دہلی کو آئے۔ کسی نے روٹی نہیں دی اور نہ آپ نے کسی سے طلب کی۔ پھل پھلاری اور ساگ پات کھاکر سفر کاٹ دیا۔

ایک دفعہ آپ کو بریلی کے قاضی نے سو روپیہ ماہواری دینا کرکے اپنے لڑکے کے پڑہانے پر نوکر رکھنا چاہا۔ آپ نے قاضی کو فرمایا کہ تمہارے ہاں رشوت کا روپیہ آتا ہے اگر ہم نے آپ کی نوکری اختیار کی۔ تو حرام کی تاثیر ہمارے رگ و ریشہ میں ہو جائے گی تو پھر ہم اپنی باقی عمر کس طرح گذار ینگے۔ جب یہ خبر آپ کے استاد اخوند عبدالرحمن صاحب کو پہونچی۔ فرمانے لگے کہ علم اسی کا نام ہے کہ عمل بھی ہو ورنہ حسب فرمان خداوندی اولٰئک کالانعام بل ھم اضلّ (یہ لوگ مثل چوپائوں کے ہیں یا ان سے بھی گمراہ تر)۔

ایک دفعہ آپ کے استاد نے مغرب کے وقت مجمع علماء میں آپ کو امام بنایا۔ آپ نے سورۃ واقعہ درد آمیز لہجہ سے جو پڑہنی شروع کی۔ آپ کے استاد نماز میں زار زار

جالندھر میں بڑے زبردست عالم اور مشہور ولی تھے۔ صدہا ان سے فیض پاکر علمِ ظاہر اور باطن کے پیشوا ہو گئے۔ چھوٹی عمر میں قرآن شریف اڑھائی ماہ میں حفظ کر لیا تھا۔ قصیدہ بردہ عربی جس کے اشعار دو سو سے زیادہ ہیں، دو دفعہ سننے سے تیسری دفعہ یاد سنا دیا۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ کا جسم مبارک لحد سے چالیس دن کے بعد زندوں کی طرح صحیح و سلامت برآمد ہوا۔ ناخن اور بال بدستور تھے۔ آپ نے علمِ ظاہری مولوی جان محمد صاحب جالندھری سے حاصل کیا اور فیض باطنی میں آپ نے حاجی لطف اللہ صاحب سے جو مرزا جانِ جاناں صاحب کے مرید تھے، بیعت کر کے کمال حاصل کیا۔ آپ کی صاحب زادی سے حکیم حافظ عبدالوارث صاحب سکنہ موضع نوکھروال ضلع جالندھر کا نکاح ہوا۔ ان سے دو فرزند ہوئے۔ ایک میاں غلام نبی صاحب، دوسرے مولانا مولوی عبدالقادر صاحب، مورث خاندانِ مولویانِ لدھیانہ۔

حالات مولوی عبدالقادر صاحبؒ لدھیانہ

طالب علمی کے زمانہ میں ایک دفعہ مولوی عبدالقادر صاحب جے پور سے دہلی کو آئے۔ کسی نے روٹی نہیں دی اور نہ آپ نے کسی سے طلب کی۔ پھل پھلاری اور ساگ پات کھا کر سفر کاٹ دیا۔

ایک دفعہ آپ کو بریلی کے قاضی نے ۱۰۰ روپیہ ماہواری دینا (طے) کر کے اپنے لڑکے کے پڑھانے پر نوکر رکھنا چاہا۔ آپ نے قاضی کو فرمایا کہ تمھارے ہاں رشوت کا روپیہ آتا ہے، اگر ہم نے آپ کی نوکری اختیار کی تو حرام کی تاثیر ہمارے رگ و ریشہ میں (پیوست) ہو جائے گی تو پھر ہم اپنی باقی عمر کس طرح گزاریں گے۔ جب یہ خبر آپ کے استاد اخوند عبدالرحمن صاحب کو پہنچی، فرمانے لگے کہ علم اسی کا نام ہے کہ عمل بھی ہو ورنہ حسب فرمان خداوندی: ﴿أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ [الأعراف: ۱۷۹] (یہ لوگ مثل چوپاؤں کے ہیں یا ان سے بھی گمراہ تر)

ایک دفعہ آپ کے استاد نے مغرب کے وقت مجمعِ علماء میں آپ کو امام بنایا۔ آپ نے سورۃ واقعہ درد آمیز لہجہ سے جو پڑھنی شروع کی، آپ کے استاد نماز میں زار زار

باآواز بلند روتے رہے۔ فرمانے لگے کہ میں ولایتی سخت دل آدمی ہوں کبھی ایک آنسو چشم سے نہیں نکالا لیکن آج اس شخص کے پڑھنے سے میں ایسا متاثر ہوا۔ گویا قیامت کا حشر برپا ہے۔

نہنگ خان افغان سکنہ کوٹلہ متصل روپڑ جسکا دعویٰ تھا کہ میں نے شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور بڑے بڑے عالموں کے وعظ سُنے لیکن میں کبھی اثر پذیر نہیں ہوا۔ آپ کے پرجوش وعظ سے تائب ہوکر کچھ زمین بطور انعام کے آپ کو دینے لگا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کیا۔

اِن ایام میں آپ کی رہائش موضع بلیہ وال تحصیل لدھیانہ میں تھی۔ اور ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء حسب درخواست شاہ زمان والی کابل خاص شہر لودھیانہ میں تشریف لائے۔ اُسوقت اس شہر میں بالکل دین کا چرچا نہ تھا۔ ۲۶ برس یعنے مفسدہ دہلی تک باشندگانِ شہر کو فیض پہونچایا۔ شاہ موصوف آپ پر کمال اعتقاد رکھتے تھے۔ چنانچہ خطوط شاہی سے اسکی صداقت پورے طور پر ہو سکتی ہے۔ اور شاہ زمان کابلی کو فہمائش کرکے انکی ایک لڑکی کا نکاح کروادیا۔ حال آنکہ وہ اس بات کو بہت ہی معیوب سمجھتے تھے۔ اور شاہ شجاع الملک ذی رعب کو بھی اس بات میں تحریک فرمائی۔ اور امیر دوست محمد والی کابل کو بروقت ملاقات فرمایا کہ شاہ شجاع الملک قتل کیا جاویگا۔ اور آپکو دوبارہ کابل کی حکومت نصیب ہوگی۔ اس بات کا ظہور ہونیکے بعد امیر صاحب اپنے ساتھ لیجانے کو تیار ہوئے لیکن آپ نے جانا مناسب نہ سمجھا۔ میر محبوب علی نے بروقت منصفی مقدمہ خانقاہ دوسو روپیہ بنام زکوٰۃ اخوند نورالدین کے ہاتھ مولانا موصوف کے پاس بھیجا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ روپیہ لینا مجھکو حرام ہے۔ کیونکہ یہ رشوۃ ہے۔ زکوٰۃ نہیں۔ الغرض لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے فیضیاب ہوکر زندگی بسر کررہے تھے۔ کہ اتفاق زمانہ سے یکایک ۱۸۵۷ء کا مفسدہ دہلی شروع ہوگیا۔ جسکے باعث مولانا صاحب کو بمعہ اپنے صاحبزادوں کے لودھیانہ چھوڑنا پڑا۔ چونکہ اس وقت آپکی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا۔ اسواسطے غدر سے دوتین برس کے بعد ۱۲۷۶ھ بعمر ۷۰ سالہ راہی ملکِ بقا ہوئے۔ آپ کی قبر شہر سمانہ کے

باآوازِ بلند روتے رہے۔ فرمانے لگے کہ میں ولایتی سخت دل آدمی ہوں، کبھی ایک آنسو چشم سے نہیں نکالا لیکن آج اس شخص کے پڑھنے سے میں ایسا متاثر ہوا گویا قیامت کا حشر برپا ہے۔

نہنگ خان افغان سکنہ کوٹلہ متّصل روپڑ جس کا دعویٰ تھا کہ میں نے شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اور بڑے بڑے عالموں کے وعظ سنے لیکن میں کبھی اثر پذیر نہیں ہوا، آپ کے پُر جوش وعظ سے تائب ہو کر کچھ زمین بطور انعام کے آپ کو دینے لگا۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کیا۔

ان ایام میں آپ کی رہائش موضع بلیہ وال تحصیل لدھیانہ میں تھی اور ۱۲۴۶ھ مطابق ۱۸۳۱ء حسبِ درخواست شاہ زمان والی کابل خاص شہر لدھیانہ میں تشریف لائے۔ اس وقت اس شہر میں بالکل دین کا چرچا نہ تھا۔ ۲۶ برس یعنی مفسدہ دہلی تک باشندگانِ شہر کو فیض پہنچایا۔ شاہ موصوف آپ پر کمال اعتقاد رکھتے تھے۔ چنانچہ خطوطِ شاہی سے اس کی صداقت پورے طور پر ہو سکتی ہے اور شاہ زمان کابلی کو فرمائش کر کے ان کی ایک لڑکی کا نکاح کروا دیا حالانکہ وہ اس بات کو بہت ہی معیوب سمجھتے تھے اور شاہ شجاع الملک ذی رعب کو بھی اس بات میں تحریک فرمائی اور امیر دوست محمد والی کابل کو بروقت ملاقات فرمایا کہ شاہ شجاع الملک قتل کیا جائے گا اور آپ کو دوبارہ کابل کی حکومت نصیب ہوگی۔ اس بات کا ظہور ہونے کے بعد امیر صاحب اپنے ساتھ لے جانے کو تیار ہوئے لیکن آپ نے جانا مناسب نہ سمجھا۔ سیر محبوب علی نے بروقت منصفی مقدمہ خانقاہ دوسو روپیہ بنام زکوٰۃ اخوند نورالدین کے ہاتھ مولانا موصوف کے پاس بھیجا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ روپیہ لینا مجھ کو حرام ہے کیونکہ یہ رشوت ہے، زکوٰۃ نہیں۔

الغرض لوگ آپ کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہو کر زندگی بسر کر رہے تھے کہ اتفاق زمانہ سے یکایک ۱۸۵۷ء کا مفسدہ دہلی شروع ہو گیا جس کے باعث مولانا صاحب کو بمعہ اپنے صاحب زادوں کے لدھیانہ چھوڑنا پڑا۔ چوں کہ اس وقت آپ کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ اس واسطے غدر سے دو تین برس کے بعد ۱۲۷۶ھ بہ عمر ۷۰ سالہ راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ آپ کی قبر شہر سمانہ کے

سلیم التوحید ۳۷۴ باب ۵

قریب موضع سترانہ میں ہے۔

آپ کے چار بیٹے تھے۔ مولوی سیف الرحمٰن صاحب۔ مولوی محمد صاحب۔ مولوی عبداللہ صاحب۔ مولوی عبدالعزیز صاحب۔ چاروں جیّد عالم تھے۔ غدر کے مفسدہ میں یہ بھی باپ کے ساتھ ہی شہر سے نکل گئے تھے۔ بڑے بیٹے مولوی سیف الرحمٰن تو ایسے گئے کہ پھر واپس نہ آئے نہ انکا پتہ چلا کہ کہاں گئے۔ انکے صاحبزادے مولوی محمد آفاق صاحب اچھے عالم ہیں اور موضع دھولے والہ میں غیر مقلدوں کی مسجد میں امامت کراتے ہیں اور طبابت بھی کرتے ہیں۔ باقی تین صاحبزادے غدر فرو ہونے کے بعد پھر لدھیانہ میں واپس آئے اور تعلیم تعلّم کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ خاندان مولویان پنجاب میں مشہور ہے

جناب مولوی محمدؐ صاحب۔ لدھیانہ

آپ علم میں بڑے متبحر اور کامل تھے۔ ہندوستان میں شائد کوئی عالم آپ کی نظیر نہ رکھتا تھا۔ دربارہ مرزا غلام احمد قادیانی و نادرستی مسجد پاٹودی و مسماۃ چھچھی طوائف کے مال زانیہ کو غیر حلال قرار دینے و صلوٰۃ الظہر بعد الجمعہ در دیارِ ہند آپ نے فتوے مشتہر کئے اُن سے آپ کی علمیت اظہر من الشمس ہے۔ یہ فتوے فتاوٰی قادریہ میں جو آپ کی آخری تصنیف ہے درج ہیں۔ آپ پکے متقی تھے۔ دیگر فرقوں کی تردید میں بہت سی کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔

آپ کی تصانیف میں سے "انتصار الاسلام" ایک مشہور اور جامع کتاب ہے جو نظام الملّۃ و بلاغ المبین کتب غیر مقلدین کے جواب میں اور مولوی محمد حسین صاحب لاہوری (بٹالوی) کے اشتہار کے رد میں تیار کی گئی تھی۔ ۶ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۰۱ء بروز چہار شنبہ وقت چاشت مولوی عبدالعزیز کی وفات حسرت آیات سے چودہ روز بعد بہتر سال کی عمر میں شہر کو خالی کر کے راہی ملکِ بقا ہوئے اسی شہر کے جدید قبرستان میں دونو بھائیوں کی قبریں پاس پاس واقعہ ہیں۔ آپکا ایک ہی بیٹا مولوی محمد ذکریا مشہور عالم ہے۔

قریب موضع سترانہ میں ہے۔

آپ کے چار بیٹے تھے: مولوی سیف الرحمٰن صاحب، مولوی محمد صاحب، مولوی عبداللہ صاحب، مولوی عبدالعزیز صاحب۔ چاروں جیّد عالم تھے۔ غدر کے مفسدہ میں یہ بھی باپ کے ساتھ ہی شہر سے نکل گئے تھے۔ بڑے بڑے مولوی سیف الرحمٰن تو ایسے گئے کہ پھر واپس نہ آئے۔ نہ ان کا پتہ چلا کہ کہاں گئے۔ ان کے صاحبزادے مولوی محمد آفاق صاحب اچھے عالم ہیں اور موضع "دھولے والا" میں غیر مقلدوں کی مسجد میں امامت کراتے ہیں اور طبابت بھی کرتے ہیں۔ باقی تین صاحبزادے غدر فرو ہونے کے بعد پھر لدھیانہ میں واپس آئے اور تعلیم تعلّم کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ خاندان مولویانِ پنجاب میں مشہور ہے۔

جناب مولوی محمد صاحب۔ لدھیانہ

آپ علم میں بڑے متبحر اور کامل تھے۔ ہندوستان میں شاید کوئی عالم آپ کی نظیر نہ رکھتا تھا۔ دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب و نادرستی مسجد پاٹووی و مسماۃ چھچھی طوائف کے مال زانیہ کو غیر حلال قرار دینے و صلوٰۃ الظہر بعد الجمعہ در دیارِ ہند آپ نے فتویٰ مشتہر کیے۔ ان سے آپ کی علمیت اظہر من الشمس ہے۔ یہ فتوے "فتاویٰ قادریہ" میں جو آپ کی آخری تصنیف ہے، درج ہیں۔ آپ پکے متقی تھے۔ دیگر فرقوں کی تردید میں بہت سی کتابیں آپ نے تصنیف فرمائیں۔

آپ کی تصانیف میں سے "انتصار الاسلام" ایک مشہور اور جامع کتاب ہے جو نظام الملّۃ و بلاغ المبین کتب غیر مقلدین کے جواب میں اور مولوی محمد حسین صاحب لاہوری (بٹالوی) کے اشتہار کے رد میں تیار کی گئی تھی۔ ٦ رمضان المبارک ۱۳۱۹ھ بمطابق ۱۸ دسمبر ۱۹۰۱ء بروز چہار شنبہ وقت چاشت مولوی عبدالعزیز کی وفات حسرت آیات سے چودہ روز بعد بہتّر سال کی عمر میں شہر کو خالی کر کے راہی ملکِ بقا ہوئے۔ اس شہر کے جدید قبرستان میں دونوں بھائیوں کی قبریں پاس پاس واقع ہیں۔ آپ کا ایک ہی بیٹا مولوی محمد زکریا مشہور عالم ہے۔

جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحب لدھیانہ

آپ کی ہمت مردانہ سے فرقہائے غیر مقلد و مرزائی وغیرہ از حد خوف زدہ تھے۔ آپ نے بھی خلاف شریعت لوگوں کے حق میں مکمل اور مدلل فتوے جاری کئے۔ دین کے بارے میں آپ کی سمجھ عمدہ تھی۔ چنانچہ ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجددی کا دعویٰ کیا اور منشی احمد جان نے ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شاہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا۔ مرزا قادیانی کی حد سے زیادہ تعریف کی۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اگرچہ اہل مجلس کو میرا بیان ناگوار معلوم ہوگا۔ لیکن جو بات اللہ جلشانہٗ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے بیان کئے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوتا۔ وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی علمائے سلف کے خلاف اور راہ راست سے منحرف ہے۔ اور جلسہ برخاست ہونے کے بعد مولوی محمد سے کہا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا۔ لیکن آخرالامر یہ کلام خدا جلشانہٗ جو میرے سے اس موقعہ پر سرزد کروایا ہے خالی از الہام نہیں چنانچہ چند سال بعد جو عالم مرزا صاحب قادیانی کے مددگار تھے وہی اُنکی تکفیر پر متفق ہوگئے۔

غدر کے زمانے میں بحالت روپوشی باشندگان مضافات سہارنپور آپ کے معتقد ہوگئے تھے۔ حسب الطلب اُنکے دو دفعہ وہاں تشریف لے گئے۔ دوسری بار آتے وقت اسٹیشن سہارنپور میں سخت بخار ہوگیا۔

منشی عبداللہ جان وکیل لدھیانہ وہاں موجود تھے اُنہوں نے خاطرداری کی۔ مگر چونکہ موت سے کسی کو مفر نہیں اس واسطے اسٹیشن مذکور میں ہی ۲۷ ماہ ذی قعدہ ۱۳۱۱ھ کو ۵۷ برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوئے۔ آپ کی قبر اسٹیشن سہارنپور سے جانب غرب چند میل کے فاصلے پر ریلوے اسٹیشن کے متصل حاجی عبدالکریم کی قبر کے پاس واقع ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں اور چاروں لائق ہیں۔ جنہیں سے مولوی محمد رمضان صاحب منشی فاضل اور وکیل ہیں۔

جناب مولانا مولوی عبداللہ صاحبؒ لدھیانہ

آپ کی ہمتِ مردانہ سے فرقہ ہائے غیر مقلد و مرزائی وغیرہ اَز حد خوف زدہ تھے۔ آپ نے بھی خلافِ شریعت لوگوں کے حق میں مکمل اور مدلل فتوے جاری کیے۔ دین کے بارے میں آپ کی سمجھ عمدہ تھی۔ چنانچہ ۱۳۰۱ھ میں جب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مجددی کا دعوی کیا اور منشی احمد جان نے ایک مجمع میں جو واسطے اہتمام مدرسہ اسلامیہ کے اوپر مکان شہزادہ صفدر جنگ صاحب کے تھا، مرزا قادیانی کی حد سے زیادہ تعریف کی۔ مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اگرچہ اہلِ مجلس کو میرا بیان ناگوار معلوم ہوگا لیکن جو بات اللہ جلّ شانہٗ نے اس وقت میرے دل میں ڈالی ہے بیان کیے بغیر میری طبیعت کا اضطراب دور نہیں ہوتا۔ وہ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی علمائے سلف کے خلاف اور راہِ راست سے منحرف ہے اور جلسہ برخاست ہونے کے بعد مولوی محمد سے کہا کہ اس وقت میں نے اپنی طبیعت کو بہت روکا لیکن آخرالامر یہ کلامِ خدا جلّ شانہٗ جو میرے سے اس موقع پر سرزد کروایا ہے خالی از الہام نہیں۔ چنانچہ چند سال بعد جو عالم مرزا صاحب قادیانی کے مددگار تھے، وہی ان کی تکفیر پر متفق ہوگئے۔

غدر کے زمانے میں بحالت روپوشی باشندگانِ مضافات سہارن پور آپ کے معتقد ہوگئے تھے، حسب الطلب ان کے دو دفعہ وہاں تشریف لے گئے۔ دوسری بار آتے وقت اسٹیشن سہارن پور میں سخت بخار ہوگیا۔

منشی عبداللہ جان وکیل لدھیانہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے خاطر داری کی مگر چونکہ موت سے کسی کو مفر نہیں اس واسطے اسٹیشن مذکور میں ہی ۲۷ ماہ ذی القعدہ ۱۳۱۱ھ کو ۵۷ برس کی عمر میں راہی ملکِ بقا ہوئے۔ آپ کی قبر اسٹیشن سہارن پور سے جانب غرب چند میل کے فاصلے پر ریلوے اسٹیشن کے متّصل حاجی عبدالکریم کی قبر کے پاس واقع ہے۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں اور چاروں لائق ہیں جن میں سے مولوی محمد رمضان صاحب منشی فاضل اور وکیل ہیں۔

مولوی عبدالعزیز صاحبؒ لدھیانہ

مولوی عبدالعزیز صاحب معدنِ محاسن و اخلاق تھے اور آپ اس دیار میں علومِ ظاہری و باطنی میں اَز حد مشہور تھے۔ خصلت کار لوجہ اللہ آپ میں پوری موجود تھیں۔ فی زمانہ اس مجلس کا پایا جانا نہایت ہی مشکل ہو رہا ہے۔ واعظین اور عابدین اور فقراء اور مدارس اسلامیہ کے جاری کرنے والے بہتیرے ملیں گے لیکن خدا کے خوف سے خالصاً کام کرنے والے ان میں سے بعد آزمائش بہت کم نکلیں گے۔ آپ اپنی تمام عمر لوجہ اللہ امر معروف و نہی عن المنکر میں مشغول رہے۔ اور فرقہ ہائے غیر حنفیہ کی تردید آپ کے وعظ کا جزوِ اعظم تھا اور اسی واسطے دوسرے فرقوں کے لوگ آپ کے دشمن ہو گئے تھے۔ آپ کو امیروں کی صحبت سے نفرت تھی۔ بلا اشد ضرورت شہر میں جانے سے پرہیز تھا۔ آپ کے مرید بے شمار تھے لیکن فراہمی روپیہ کی نیت سے دورہ کبھی نہیں کیا۔ جو مرید شرع کا پابند رہتا اس سے خوش تھے۔ آپ کے برخلاف مخالفوں نے بڑے بڑے دنگے اٹھائے اور ہر طرح سے تکلیف دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا لیکن خدا کے فضل و کرم سے آپ محفوظ اور مامون رہے۔ خلوص نیت کی برکت دیکھو کہ جب پہلے پہل مولوی صاحب شہر میں رونق افروز ہوئے تو کسی درزی سے ایک کپڑا گزارا کرنے کے ارادہ سے سینے کے واسطے لائے۔ جب سی کر لے گئے تو درزی نے سیونیں (سلائیاں) نادرستی کے سبب ادھیڑ ڈالیں۔ رات کو مولوی صاحب خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ منہ پر نقاب ڈالے ہوئے "عطّار نامہ" کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں:

بر توکّل گر بود فیروزیت
حق دہد مانندِ مرغاں روزیت

"یعنی اگر تو خدا پر بھروسہ کرے تو تجھ کو فکر کے بغیر پرندوں کی مانند رزق پہنچتا رہے۔"

اس وقت سے مولوی صاحب نے رزق خدا کے حوالے کر کے لوگوں کے عقائد کے درست رکھنے میں پرلے درجے کی کوشش کی اور اپنے لاثانی پر تاثیر وعظ سے اس

سلیم التواریخ ۴۷۵ باب ۱۵

مولوی عبدالعزیز صاحبؒ لدھیانہ

مولوی عبدالعزیز صاحب معدن محاسن و اخلاق تھے۔ اور آپ اس دیار میں علوم ظاہری و باطنی میں ازحد مشہور تھے۔ خصلت کار لوجہ اللہ آپ میں پوری پوری موجود تھیں۔ فی زمانہ اس مجلس کا پایا جانا نہایت ہی مشکل ہو رہا ہے۔ واعظین اور عابدین اور فقرار اور مدارس اسلامیہ کے جاری کرنے والے بہتیرے ملیں گے لیکن خدا کے خوف سے خالصاً لوجہ اللہ کام کرنے والے ان میں سے بعد آزمائش بہت کم نکلیں گے۔ آپ اپنی تمام عمر لوجہ اللہ امر معروف و نہی عن المنکر میں مشغول رہے اور فرقہ ہائے غیر حنفیہ کی تردید آپ کے وعظ کا جزو اعظم تھا اور اسی واسطے دوسرے فرقوں کے لوگ آپ کے دشمن ہو گئے تھے۔ آپ کو امیروں کی صحبت سے نفرت تھی بلا اشد ضرورت شہر میں جانے سے پرہیز تھا۔ آپ کے مرید بیشمار تھے۔ لیکن فراہمی روپیہ کی نیت سے دورہ کبھی نہیں کیا۔ جو مرید شرع کا پابند رہتا اُس سے خوش تھے۔ آپکے برخلاف مخالفوں نے بڑے بڑے دنگے اُٹھائے اور ہر طرح سے تکلیف دینے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے آپ محفوظ اور مامون رہے خلوص نیت کی برکت دیکھو کہ جب پہلے پہل مولوی صاحب شہر میں رونق افروز ہوئے تو کسی درزی سے ایک کپڑا گذارہ کرنے کے ارادہ سے سینے کے واسطے لائے جب سی کرلے گئے تو درزی نے سیونیں نادرستی کے سبب اُدھیڑ ڈالیں۔ رات کو مولوی صاحب خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ مُنہ پر نقاب ڈالے ہوئے عطار نامہ کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں ؎

بر توکل گر بود فیروزیت حق دہد مانند مرغاں روزیت

یعنی اگر تو خدا پر پُورا بھروسہ کرے۔ تو تجھکو فکر کے بغیر پرندوں کی مانند رزق پہونچتا ہے اس وقت سے مولوی صاحب نے رزق خدا کے حوالے کر کے لوگوں کے عقائد کے درست رکھنے میں پرلے درجے کی کوشش کی اور اپنے لاثانی پُرتاثیر وعظ سے اس

فساد کے زمانے میں مسلمانوں کو راہِ راست پر رکھا۔ اور خدا نے بھی غائبانہ رزق بقدر پہونچایا کہ کسی کے محتاج نہ رہے۔ جب مولوی غلام رسول صاحب امرتسری و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے مسماۃ چھمی مسلمان طوائف کے مال زانیہ کو حلال قرار دینے کا فتوےٰ دیا تو مولوی عبدالعزیز صاحب نے مخالفت کی اور فریق مخالف کو کہلا بھیجا کہ اگر کوئی اس فتوےٰ مولوی غلام رسول امرتسری کو ثابت کردے تو میں اپنی جائداد جو آٹھ ہزار روپیہ کی ہے اُسکو دے دونگا ورنہ خواجہ عبدالاحد و غلام محی الدین اپنی اپنی کل جائداد مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کی نذر مانیں بشرطیکہ علمائے حرمین کو منصف مانا جائے۔ پھر طرفِ ثانی سے کوئی جواب نہیں آیا۔ ۶۳ برس کی عمر میں دارِ ناپائدار سے عالم ابد قرار کو رختِ سفر باندھا۔

علاوہ فتوے مذکورہ کے انکی زندگی کے حالات میں ایک بڑا معرکہ مباحثہ فریدکوٹ کا بہت مشہور ہے۔ جسکا قصہ یوں ہے کہ خاص فریدکوٹ میں کوئی مسلمان مرگیا جس نے کچھ نمازیں قضا کی تھیں۔ مولوی حافظ محمد صاحب لکھو کے والے جو جید عالم اور غیر مقلد مشہور ہیں۔ اُنھوں نے فتوے دیا کہ یہ شخص بے نماز تھا اسلئے جنازہ نہ پڑھا جاوے اسی پر عمل ہوا اور اُسکو بے جنازہ دفن کردیا گیا۔ وہاں ایک مدنی عرب آلِ رسولؐ سے موجود تھا۔ اُسکو ایک مسلمان کا بلا نماز جنازہ دفن کرنا بہت بُرا معلوم ہوا۔ اُس نے علما سے فتوے طلب کیا۔ مولویان لدھیانہ نے فتوے دیا کہ نماز جنازہ پڑھنی چاہیے وہ نماز کا منکر نہیں تھا۔ گو اُس سے نمازیں قضا بھی ہوں۔ آخر فریدکوٹ میں غیر مقلدوں کی طرف سے مولوی محمد صاحب لکھو کے والے اور مولوی قمر الدین صاحب۔ مولوی محی الدین صاحب۔ اور دوسری طرف مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی ولی محمد شمس الہند فاضل جالندھری اور چند مولوی صاحبان تھے۔ مہاراجہ صاحب فریدکوٹ خود منصف اور حَکَم تھے۔ دونو طرف کی تحریریں سُنکر دوسرے فریق یعنے مولوی عبداللہ۔ مولوی عبدالعزیز صاحب کے حق میں فیصلہ دیا کہ یہ فتوے درست ہے۔ اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی عالم میری ریاست میں اس طرح کی بات نہ کرے۔

فساد کے زمانے میں مسلمانوں کو راہِ راست پر رکھا اور خدا نے بھی غائبانہ رزق اس قدر پہنچایا کہ کسی کے محتاج نہ رہے۔ جب مولوی غلام رسول صاحب امرتسری و مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے مسماۃ چھمی مسلمان طوائف کے مالِ زانیہ کو حلال قرار دینے کا فتویٰ دیا تو مولوی عبدالعزیز صاحب نے مخالفت کی اور فریق مخالف کو کہلا بھیجا کہ اگر کوئی اس فتویٰ مولوی غلام رسول امرتسری کو ثابت کردے تو میں اپنی جائیداد جو ۸ ہزار روپیہ کی ہے اس کو دے دوں گا ورنہ خواجہ عبدالاحد و غلام محی الدین اپنی اپنی کل جائیداد اور مساجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کی نذر مانیں بشرطیکہ علمائے حرمین کو منصف مانا جائے۔ پھر طرفِ ثانی سے کوئی جواب نہیں آیا۔ ۶۳ برس کی عمر میں دارِ ناپائیدار سے عالمِ ابد قرار کو رختِ سفر باندھا۔

علاوہ فتویٰ مذکور کے ان کی زندگی کے حالات میں ایک بڑا معرکہ "مباحثہ فرید کوٹ" کا بہت مشہور ہے۔ جس کا قصّہ یوں ہے کہ خاص فرید کوٹ میں کوئی مسلمان مرگیا جس نے کچھ نمازیں قضا کی تھیں۔ مولوی حافظ محمد صاحب لکھوکے والے جو جید عالم اور غیر مقلد مشہور ہیں، انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ شخص بے نماز تھا اس لیے جنازہ نہ پڑھایا جائے۔ اس پر عمل ہوا اور اس کو بے جنازہ دفن کر دیا گیا۔ وہاں ایک مدنی عرب آلِ رسولؐ سے موجود تھا۔ اس کو ایک مسلمان کا بلا نمازِ جنازہ دفن کرنا بہت برا معلوم ہوا۔ اس نے علماء سے فتویٰ طلب کیا۔ مولویانِ لدھیانہ نے فتوی دیا کہ نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔ وہ نماز کا منکر نہیں تھا گو اس سے نماز قضا بھی ہوں۔ آخر فرید کوٹ میں غیر مقلدوں کی طرف سے مولوی محمد صاحب لکھوکے والے اور مولوی قمرالدین صاحب مولوی محی الدین صاحب اور دوسری طرف مولوی عبداللہ اور مولوی عبدالعزیز اور مولوی ولی محمد شمس الہند فاضل جالندھری اور چند مولوی صاحبان تھے، مہاراجہ صاحب فرید کوٹ خود مصنف اور حَکَم (ثالث) تھے، دونوں طرف کی تحریر سن کر دوسرے فریق یعنی مولوی عبداللہ مولوی عبدالعزیز صاحب کے حق میں فیصلہ دیا کہ یہ فتویٰ درست ہے اور حکم دیا کہ آئندہ کوئی عالم میری ریاست میں اس طرح کی بات نہ کرے

۴۷۴

جس سے مفسدہ پیدا ہو۔ ورنہ سزا دونگا۔ آخر علما کو خلعت دے کر رخصت کیا۔
اس مباحثہ میں راجہ صاحب کا تقریبًا تین ہزار روپیہ صرف ہوا۔ مگر آئندہ کے لئے
ریاست میں امن ہوگیا۔ اور مفسدہ کا انسداد ہوا۔
آپ کا مقولہ تھا کہ نیک لوگوں کو مال حلال کی زیادتی حضرت سلیمان علیہ السلام
کی طرح نقصان نہیں پہونچاتی کیونکہ گھی وغیرہ بیماروں کے مزاج کے موافق نہیں آتا نہ کہ تندرستوں کے
اسی طرح کثرت مال گنہگاروں کو نقصان پہونچاتی ہے نہ کہ نیکوکاروں کو۔ مولوی عبدالعزیز
صاحب نے اپنے بزرگ باپ مولوی عبدالقادرؒ سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی تھی۔
علم بھی انہی سے پڑہا تھا۔ وہی باپ اور وہی اُستاد اور وہی مرشد تھے۔ جب آپ کی عمر
ترسیٹھ برس کی ہوئی تو جمعرات کے دن رات کے دو بجے بتاریخ ۲۲ شعبان ۱۳۱۹ھ مطابق
۴ دسمبر ۱۹۰۱ء رہگرا ے عالم جاودانی ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ کسی شاعر نے
آپکا مرثیہ کہا ہے جسکے چند شعر یہ ہیں۔

مولوی عبدالعزیز فخر دیں — تھا منور شہر جنکے نام سے
وعظ فرماتے تھے۔ جمعہ کو مدام — فہم سے ادراک سے الہام سے
سب کلام اللہ اپنی عمر میں — خوب تشریح کر سنایا عام سے
عالم و جاہل سبھی چھوٹے بڑے — بہرہ ور تھے انکے فیض عام سے
آج رحلت کر گئے دنیا سے آہ — جا ملے وہ شافی اسقام سے
چھوڑ کر ہم کو وہ ہائے کر گئے — نیم بسمل ہجر کے صمصام سے
سچ تو یہ ہے عاجزا اب ہوگیا
شہر خالی رونق اسلام سے

آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ مولوی محمد اسحاق جو اپنے والد کے نقش قدم پر چلکر
وعظ بدستور کرتے ہیں۔ دوسرے خلیفہ مولوی حافظ عبدالرشید صاحب جو علاوہ عالم ہونے
کے اپنے باپ کے مرید ہیں اور خلیفہ بھی ہیں نیک اور صالح جوان ہیں۔ اپنے والد
بزرگوار کے نام پر شہر لدھیانہ میں آپ نے مدرسہ اسلامیہ عزیزیہ جاری کر رکھا ہے۔

جس سے مفسدہ پیدا ہو ورنہ سزا دوں گا۔ آخر علماء کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ اس مباحثہ میں مہاراجہ صاحب کا تقریباً تین ہزار روپیہ صرف ہوا۔ مگر آئندہ کے لیے ریاست میں امن ہو گیا اور مفسدہ کا انسداد ہو گیا۔

آپ کا مقولہ تھا کہ نیک لوگوں کو مالِ حلال کی زیادتی حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح نقصان نہیں پہنچاتی کیوں کہ گھی وغیرہ بیماروں کے مزاج کے موافق نہیں آتا نہ کہ تندرستوں کے۔ اسی طرح کثرتِ مال گنہگاروں کو نقصان پہنچاتی ہے نہ کہ نیکو کاروں کو۔ مولوی عبدالعزیز صاحب نے اپنے بزرگ باپ مولوی عبدالقادر سے نقشبندی سلسلہ میں بیعت کی تھی، علم بھی انہی سے پڑھا تھا، وہی باپ اور وہی استاد اور وہی مرشد تھے۔ جب آپ کی عمر ۶۳ برس کی ہوئی تو جمعرات کے دن رات کے دو بجے بتاریخ ۲۲ شعبان ۱۳۱۹ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۰۱ء رہ گرائے عالمِ جاودانی ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کسی شاعر نے آپ کا مرثیہ کہا ہے جس کے چند شعر یہ ہیں:

مولوی عبدالعزیز فخر دیں — تھا منوّر شہر جن کے نام سے
وعظ فرماتے تھے جمعہ کو مدام — فہم سے ، ادراک سے ، الہام سے
سب کلام اللہ اپنی عمر میں — خوب تشریح کر سنایا عام سے
عالم وجاہل سبھی چھوٹے بڑے — بہرہ ور تھے ان کے فیضِ عام سے
آج رحلت کر گئے دنیا سے آہ — جا ملے وہ شافیء اَسقام سے
چھوڑ کر ہم کو وہ ہائے کر گئے — نیم بسمل ہجر کے صمصام سے
سچ تو یہ ہے عاجزا اب ہو گیا — شہر خالی رونقِ اسلام سے

آپ کے دو صاحبزادے ہیں: مولوی محمد اسحاق جو اپنے والد کے نقش قدم پر چل کر وعظ بدستور کرتے ہیں۔

دوسرے خلیفہ مولوی حافظ عبدالرشید صاحب جو علاوہ عالم ہونے کے اپنے باپ کے مرید ہیں اور خلیفہ بھی ہیں، نیک اور صالح جوان ہیں۔ اپنے والد بزرگوار کے نام پر شہر لدھیانہ میں آپ نے مدرسہ اسلامیہ عزیزیہ جاری رکھا ہے۔

سلیم التواریخ

شجرۂ مرشدی یہ ہے (منقول از گلشن عزیزی)۔

یا الٰہی اپنی شانِ کبریا کے واسطے — بخش دے مجھکو محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے
اوّلاً صدیق اکبر اور سلماں کے لئے — قاسم ابن محمد پارسا کے واسطے
ثانیاً صدقہ علی مولائے مایاں اے غفور — اور حسین ابن علی مرتضےٰ کے واسطے
اور بپاس سید سجاد زین العابدین — اور محمد باقر نور ہدےٰ کے واسطے
مجمع البحرین جعفر صادق شہ کے طفیل — موسیِ کاظم امام اصفیا کے واسطے
اور بحق والیٔ مشہد علی موسےٰ رضا — حضرت معروف کرخی پیشوا کے واسطے
حضرت سرّیِ سقطی اور جنید محترم — شبلیِ صاحب دل فخر اولیا کے واسطے
شاہ نصیر آبادی ابوالقاسم کے صدقے اکریم — بو علی دقّاق شیخ الاصفیا کے واسطے
خواجہ ابوالقاسم قشیری کے لئے کر اپنا فضل — اور علی فارمد بحر حیا کے واسطے
یوسف عالی ہمدانی کی خاطر اے الٰہ — خواجہ عبدالخالق صاحب صفا کے واسطے
اور محمد عارف اہل دل کے صدقے کر کرم — خواجہ محمود ابوالخیر علا کے واسطے
پھر بپاس حضرت خواجہ علی رامیتنی — باباسماسی ولی بے ریا کے واسطے
بخشدے مجھکو طفیل حضرت سید کلال — اور بہاؤ الدین شہ صاحب لوا کے واسطے
اور علاؤ الدین عطار گرامی کے طفیل — حضرت یعقوب چرخی باخدا کے واسطے
اور عبید اللہ احرار مکرّم کے لئے — اور محمد زاہد صاحب عطا کے واسطے
یا الٰہی خواجہ درویش محمد کے لئے — خواجہ املنگی محمد مہ لقا کے واسطے
پھر محمد باقی باللہ کی خاطر ہے سوال — اور مجدد الف ثانی مقتدا کے واسطے
حضرت آدم بنوری کے لئے ہے التجا — اور عبداللہ سید باصفا کے واسطے
پھر بحق حضرت عبدالرحیم اہل دل — شاہ ولی اللہ محدث رہنما کے واسطے
شاہ عبدالقادر دہلی کی خاطر اے قدیر — اور عبداللہ شاہ اتقیا کے واسطے
مولوی عبدقادر کے تصدق دے نجات
مولوی عبدالعزیز خوش لقا کے واسطے

شجرۂ مرشدی یہ ہے: (منقول از گلشن عزیزی)

یا الٰہی اپنی شانِ کبریا کے واسطے — بخش دے مجھ کو محمدؐ مصطفیٰؐ کے واسطے
اوّلاً صدیقِ اکبرؓ اور سلماںؓ کے لیے — قاسمِ ابنِ محمد پارسا کے واسطے
ثانیًا صدقہ علیؓ مولائے مایاں اے غفور — اور حسینؓ ابن علی مرتضیٰؓ کے واسطے
اور بپاسِ سیدِ سجاد زین العابدین — اور محمد باقرِ نورِ ہدیٰ کے واسطے
مجمع البحرین جعفر صادقِ شہ کے طفیل — موسیِ کاظم امامِ اصفیا کے واسطے
اور بحقِ والیٔ مشہد علی موسیٰ رضا — حضرتِ معروف کرخی پیشوا کے واسطے
حضرتِ سرّیِ سقطی اور جنیدِ محترم — شبلیٔ صاحب دل فخر اولیاء کے واسطے
شاہ نصیر آبادی ابو القاسم کے صدقے اے کریم — بو علی دقّاق شیخ الاصفیا کے واسطے
خواجہ بو القاسم قشیری کے لیے کر اپنا فضل — اور علیِ فارمد بحرِ حیا کے واسطے
یوسفِ عالیِ ہمدانی کی خاطر اے اللہ — خواجہ عبدالخالقِ صاحب صفا کے واسطے
اور محمد عارف اہل دل کے صدقے کر کرم — خواجہ محمودِ ابوالخیر علا کے واسطے
پھر بپاسِ حضرتِ خواجہ علی رامیتنی — بابا سمّاسی ولیِ بے ریا کے واسطے
بخش دے مجھ کو طفیلِ حضرتِ سید کلاں — اور بہاؤ الدین شہ صاحب لوا کے واسطے
اور علاؤ الدین عطّارِ گرامی کے طفیل — حضرت یعقوب چرخی با خدا کے واسطے
اور عبید اللہ احرارِ مکرّم کے لیے — اور محمد زاہدِ صاحب عطا کے واسطے
یا الٰہی خواجہ درویشِ محمدؐ کے لیے — خواجہ املنگی محمد مہ لقا کے واسطے
پھر محمد باقی باللہ کی خاطر ہے سوال — اور مجدد الفِ ثانی مقتدا کے واسطے
حضرتِ آدم بنوری کے لیے ہے التجا — اور عبداللہ سید باصفا کے واسطے
پھر بحقِ حضرتِ عبدالرحیم اہلِ دل — شاہ ولی اللہ محدث رہنما کے واسطے
شاہ عبدالقادرِ دہلی کی خاطر اے قدیر — اور عبداللہ شاہِ اتقیا کے واسطے
مولویِ عبدِ قادر کے تصدق دے نجات — مولوی عبدالعزیزِ خوش لقا کے واسطے

سلیم التواریخ ۴۷۹ باب ۳

لے قول الجمیل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی نہایت لطیف تصنیف ہے۔
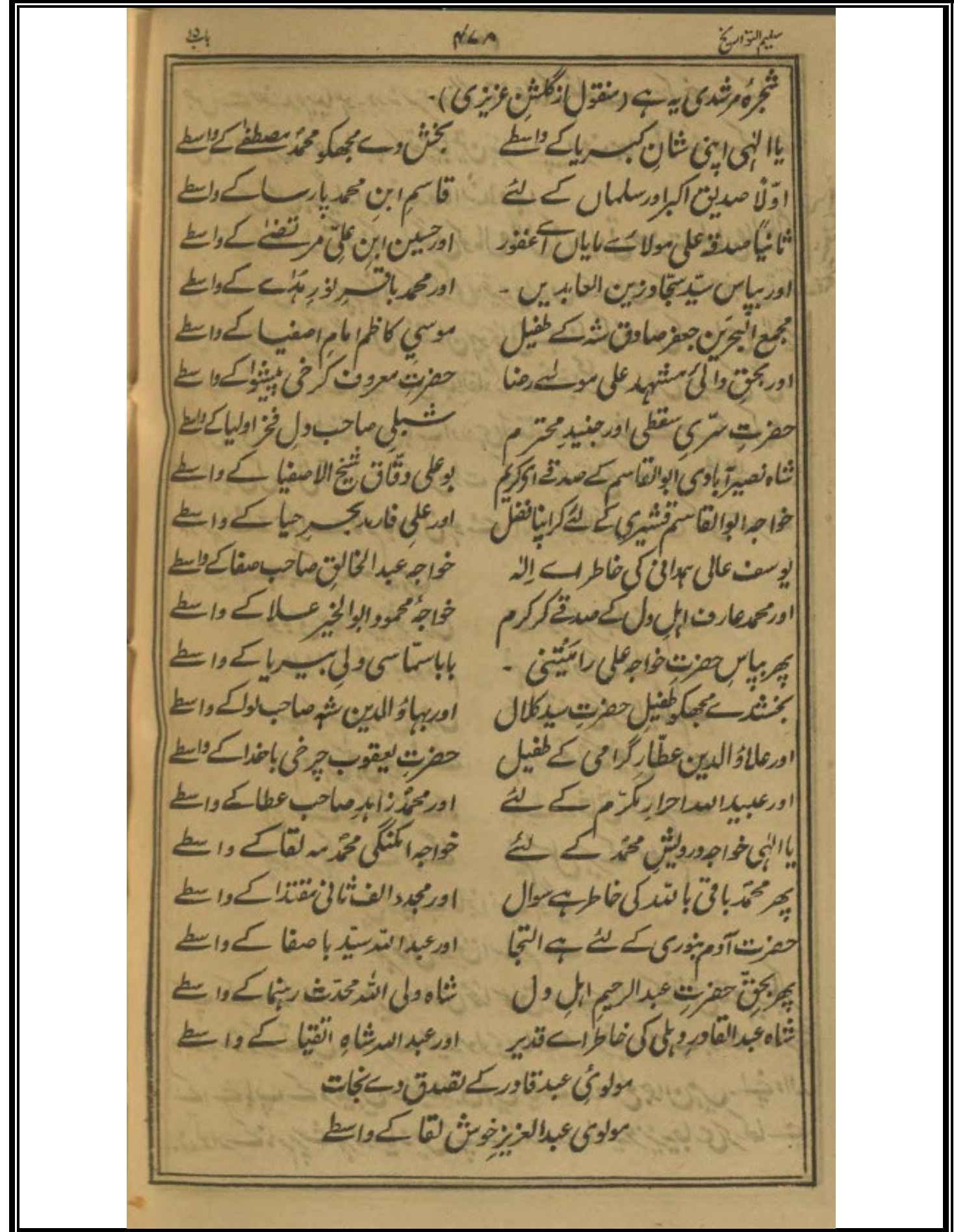
ازرسالہ مسائلِ ضروریہ تصنیفِ مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانویؒ

پہلے تقویٰ تم کو لازم ہے عزیز ۔۔۔ پھر تو جائے سوئے پیرِ باتمیز
چار شرطیں پیر میں تو جانیو ۔۔۔ گر نہ ہوں اس میں نہ مرشد مانیو
اولیں ہو علم قرآن و حدیث ۔۔۔ ہو گریزاں جس سے شیطان خبیث
یا اسے ہو صحبتِ اہلِ علوم ۔۔۔ تا نہ ہو روز قیامت وہ ملوم
دوسرے یہ کہ کبائر بالتمام ۔۔۔ ہوں نہ اس سے نا صغائر پردوام
تیسری یہ شرط ہے مردِ رشید ۔۔۔ نہ ہو اس کو طمعِ احوالِ مرید
شرط چہارم یہ کہ اس نے لاکلام ۔۔۔ علمِ باطن سے لیا ہو حظِّ تام
جب ملے کوئی تجھے ایسا رشید ۔۔۔ کر لے بیعت تاکہ ہووے تو سعید
بعد بیعت کے تو ہو اس کا مطیع ۔۔۔ تاکہ ہو ہر جا پہ تیرا وہ شفیع
گو صغیرہ اس سے ہو جاوے کبھی ۔۔۔ رکھ عقیدہ ہے نہیں ہرگز نبی
حکم سے اس کے نہ کریو اختلاف ۔۔۔ ورنہ بیعت ٹوٹ جاوے بے خلاف
کر حیا تو دائم اس کے رُوبرُو ۔۔۔ در لباس و خوردونوش و گفتگو
پیر کا ہو جس طرف رہنا مدام ۔۔۔ تھوکنا ہرگز نہ اس جانب غلام
اور بھی آداب باقی سیکھ لے ۔۔۔ عالموں اور فاضلوں سے پوچھ لے
مختصر ہے یہ بیاں میرے خلیل ۔۔۔ دیکھ لے تفصیل کو قول الجمیل
کون جانے عارفوں کی ذات کو ۔۔۔ ہے سمجھتا کون ان کی بات کو
ظاہری افعال میں مثل عوام ۔۔۔ کھانا پینا عورتیں بھی ہیں مدام
لیک ان کے کار ہیں ہم سے جدا ۔۔۔ للہ رب العالمیں بہرِ خدا
ظاہری حاجات ان کی دیکھ کر ۔۔۔ فیض ان کے سے رہے محروم خر
کارِ پاکاں رامکن برخود قیاس ۔۔۔ کیونکہ عالم ہیں وہ رازِ ربّ ناس
باطنی انوار کو جانے خدا ۔۔۔ یا کہ جس کے دل میں ہو نورِ ہدیٰ

سلیم التواریخ ۴۰ باب

جب نہ تھا بوجہل میں عقل وقیاس نورِ مرسل سے نہ پایا انعکاس
ہر جگہ ہر قوم میں شیخ زماں یعنی عالم ظاہر و باطن نہاں
ہے نبی کی مثل فرماتے رسول اسکی صحبت سے نہ ہٹیو ہو ملول
اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِه کَالنَّبِیِّ فِیْ أُمَّتِه
(ترجمہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا نبی اپنی امت میں۔)
حالِ بشری دیکھ کر بعضے عوام ہوویں منکر مثلِ بوجہل خصام
اولیا سے جب کبھی ہووے مباح جیسے تعمیرِ مکان وہم نکاح
شوروغل ڈالیں کریں مطعون سب جانتے ہیں دین کا وہ راز کب
کرتی ہے بیمار کو نقصاں جو چیز تندرستوں کو نہیں نقصاں عزیز
اہل دنیا جب کریں ہیں کاروبار بھول جائیں ہیں خدا کو آشکار
اولیا ہرگز نہ ہوویں غافلین کیونکہ لَا تُلْهِیْ سے ہیں وہ عاقلیں
رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ
وہ اشخاص ہیں کہ نہیں تھکاتی انکو تجارت اور نہ فروخت یادِ الٰہی سے
یعنی غافل انکو کرتی ہی نہیں خود تجارت بیع از ذکرِ مبیں
اسلئے گر وہ کریں کارِ مباح ہووے عند اللہ محبوب صلاح
اہل دنیا جب پڑیں لذات میں ہو مرض انکی زیادہ ذات میں
اہل دنیا جبکہ ہیں بیمار سب بس نہیں وہ لائق لذات اب
وہ نہیں رکھتے مرض سے کچھ خبر تا کراویں کچھ دوا وہ بے خبر
نیز رہتے ہیں طبیبوں سے نفور ہو مرض کس طرح سے پھر انکا دور
قَالَ اللہُ تَعَالٰی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ؕ (فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو کھاؤ تم اُن پاکیزہ چیزوں سے جو دیں ہمنے تمکو اور شکر کرو اللہ کا اگر ہو تم اسکی عبادت کرتے۔)

جب نہ تھا بوجہل میں عقل و قیاس نورِ مرسل سے نہ پایا انعکاس
ہر جگہ ہر قوم میں شیخِ زماں یعنی عالم ظاہر و باطن نہاں
ہے نبی کی مثل فرماتے رسول اس کی صحبت سے نہ ہٹیو ہو ملول

اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِه کَالنَّبِیِّ فِیْ أُمَّتِه

ترجمہ: شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا نبی اپنی امّت میں۔

حالِ بشری دیکھ کر بعضے عوام ہوویں منکر مثلِ بوجہلِ خصام
اولیا سے جب کبھی ہووے مباح جیسے تعمیرِ مکان وہم نکاح
شوروغل ڈالیں کریں مطعون سب جانتے ہیں دین کا وہ راز کب
کرتی ہے بیمار کو نقصاں جو چیز تندرستوں کو نہیں نقصاں عزیز
اہلِ دنیا جب کریں ہیں کاروبار بھول جائیں ہیں خدا کو آشکار
اولیاء ہرگز نہ ہوویں غافلیں کیونکہ لَا تُلْهِیْ سے ہیں وہ عاقلیں

﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ [النور: ۳۷]

ترجمہ: وہ اشخاص ہیں کہ نہیں تھکاتی ان کو تجارت اور نہ فروخت یادِ الٰہی سے۔

یعنی غافل ان کو کرتی ہی نہیں خود تجارت بیع از ذکرِ مبیں
اس لیے گر وہ کریں کارِ مباح ہووے عند اللہ محبوب و صلاح
اہلِ دنیا جب پڑیں لذّات میں ہو مرض ان کی زیادہ ذات میں
اہلِ دنیا جب کہ ہیں بیمار سب بس نہیں وہ لائقِ لذّات اب
وہ نہیں رکھتے مرض سے کچھ خبر تا کراویں کچھ دوا وہ بے خبر
نیز رہتے ہیں طبیبوں سے نفور ہو مرض کس طرح سے پھر اُن کا دُور

قال اللہ تعالیٰ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [البقرة: ۱۷۲]

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، کھاؤ تم ان پاکیزہ چیزوں سے جو دی ہم نے تم کو اور شکر کرو اللہ کا اگر ہو تم اس کی عبادت کرتے۔

کھاؤ تم اے اہلِ ایماں طیّبات ۔ جو کہ ہم نے خود دیا ازمرزقات
یعنی جو ہیں مستلذاتِ جہاں ۔ کھاؤ۔ کریو شکر میرا تم عیاں
ایک اسمیں شرط ہے وہ جان لو ۔ بن وجودِ شرط کھانا تھام لو
ہو اگر تم سے اُسی کی بندگی ۔ ہو نہ تم سے پھر کسی کی بندگی
نفس کی طاعت نہ ہو تم سے کبھی ۔ ملہیاتِ نفس چھوڑی ہوں کبھی
پس ہوئیں جائز تمہیں یہ طیبات ۔ ورنہیں نقصان ہو از طیبات
کیونکہ جب تمکو ہے مرضِ باطنی ۔ زہرِ قاتل ہے وہ لذاتِ غنی
پس کرو پہلے علاج اپنا ضرور ۔ کھاؤ پھر تم مستلذاتِ غفور
یہ بیاں لکھا ہے در مبدا معاد ۔ ہے مجدد الف ثانی کی سعاد
ہے کفایت عاقلوں کو یہ پیام ۔ ہے ہدایت ہاتھ اس کے والسلام
نیک وہ ہے جو چلیگا خوب چال ۔ ہو شریعت کے موافق حال وقال
تو نے کی تبلیغ اے عبدالعزیز
کر توکل مانگ رضوانِ عزیز

شجرہ خاندان مولویان لدھیانہ۔

حکیم حافظ عبدالوارث (ساکن ڈوگروال ضلع جالندھر)
- مولوی عبدالقادر (ساکن بلیدوال)
  - مولوی سیف الرحمن
    - مولوی محمد انوق
  - مولوی محمد
    - مولوی حافظ ذکریا
  - مولوی عبداللہ
    - عبدالقادر
    - مولوی محمد معضان
    - عبدالرحمن
    - علی احمد
    - محمد نعیم
  - مولوی عبدالعزیز
    - مولوی محمد اسحاق
    - خلیفہ عبدالرشید
- میاں غلام نبی
  - میاں جی کریم بخش
  - عبداللہ خفیہ
  - مولوی محمد اسماعیل

شیخ الہ داد صاحب سرسہ ضلع حصار

شیخ الہ داد صاحب کی ولادت منگالہ کی تھی بچپن کے حالات معلوم نہیں ہو سکے

کھاؤ تم اے اہلِ ایماں طیّبات ۔ جو کہ ہم نے خود دیا ازمُرزَ قات
یعنی جو ہیں مستلذّاتِ جہاں ۔ کھاؤ کریو شکر میرا تم عیاں
ایک اس میں شرط ہے وہ جان لو ۔ بن وجودِ شرط کھانا تھام لو
ہو اگر تم سے اسی کی بندگی ۔ ہو نہ تم سے پھر کسی کی بندگی
نفس کی طاعت نہ ہو تم سے کبھی ۔ ملہیاتِ نفس چھوڑی ہوں کبھی
پس ہوئی جائز تمہیں یہ طیبات ۔ ور نہیں نقصان ہو از طیبات
کیونکہ جب تم کو ہے مرضِ باطنی ۔ زہرِ قاتل ہے وہ لذّاتِ غنی
پس کرو پہلے علاج اپنا ضرور ۔ کھاؤ پھر تم مستلذاتِ غفور
یہ بیاں لکھا ہے در مبدا معاد ۔ ہے مجدد الف ثانی کی سعاد
ہے کفایت عاقلوں کو یہ پیام ۔ ہے ہدایت ہاتھ اس کے والسلام
نیک وہ ہے جو چلے گا خوب چال ۔ ہو شریعت کے موافق حال وقال
تو نے کی تبلیغ اے عبدالعزیز ۔ کر توکل مانگ رضوانِ عزیز